MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

مرثیہ ۹

ہفت آئینہ گردوں میں جلا کس کی ہے

تعداد بند (۱۲۶)

در حال امام موسیٰؑ کاظم

مصنفہ

سید سرفراز حسین رضوی خبیر لکھنوی

مطبوعہ

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

زیارت حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللهِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُورَ اللهِ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ بَدَا لِلّٰهِ فِي شَانِهِ أَتَيْتُكَ
زَائِرًا عَارِفًا بِحَقِّكَ مُعَادِيًا لِأَعْدَائِكَ
مُوَالِيًا لِأَوْلِيَائِكَ فَاشْفَعْ لِي عِنْدَ رَبِّكَ
يَا مَوْلَايَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ
مَوْضِعَ الرِّسَالَةِ وَمُخْتَلَفَ الْمَلَائِكَةِ وَ
مَهْبِطَ الْوَحْيِ وَمَعْدِنَ الرَّحْمَةِ وَخُزَّانَ
الْعِلْمِ وَعِتْرَةَ خِيَرَةِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ
رَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

تاریخ ولادت ۷ صفر ۱۲۸ھ　　تاریخ شہادت ۲۵ رجب ۱۸۳ھ

مدفن کاظمین بغداد

۱

ہفت آئینہ گردوں میں جلا کس کی ہے
سر میں سیاروں کے دہن صبح و مسا کس کی ہے
ساتوں اقلیم میں دنیا کے ثنا کس کی ہے
چشم انصاف سے گردوں میں ضیا کس کی ہے
پہلے وصف اُسکا میں آن کی زبانی پڑھ لو
نام لیتا ہوں ذرا سبع مثانی پڑھ لو

۲

بند الحمد یہ کس مدح و ثنا کا ہے اثر
جن پہ مضمون سے سخن کی ہے زمیں بالاتر
حسن تحریر کے وارفتہ ہیں جو نیک اختر
سات بار اُٹھکے پھری گرد وہ قرآنی نظر
کعبہ میں سات قصیدے تھے جو لٹکائے گئے
اس نظم میں پامال وہ سب پائے گئے

۳

سات دریاؤں کو ہے جوش طبیعت پہ غضب
ہفت بند ایسے سر سبز کو جو کہتے ہیں ادب
عیب بینوں کی جفا کر نہیں سکتی معیوب
حسن کو کون قبیح کہتی ہے نگاہ معیوب
جاننے والوں پہ ظاہر ہے کیا کہتے ہیں
جو بُرے ہیں وہی اچھوں کو برا کہتے ہیں

۴

بزم الفت میں عدو اور کہے بہت جام آئے
نشہ کرمیں بیہوشوں کے پیغام آئے
بحر افکار میں طوفان سحر و شام آئے
میری کشتی پہ وہ ہیں نوح جو کام آئے
کشتی دل کا سمجھتا ہوں سہارا اُنکو
جنت میں بھی مصیبت تو پکارا اُنکو

۵

ہے برابر ترے نزدیک جہاں پست و بلند
ہو سکے آزاد بھی ہوں وضع کا ہی پابند
خاکساری کی طرف طبع ہے مائل ہر چند
تکبر کے مقابل میں تعلی ہے پسند
ہے درست اہل سخن کے اگر کرے پاس
مجھ سے جو سر بھی ملے اس میں ہے جھک کر پاس

نا

صبح کا موقع سماں طاعت ربانی کا
بیخ مدلے۔ نکہت گل افشانی کا
نور ہے رحمت معبود کی طغیانی کا
تر و تازہ ہے شجر شوکت ایمانی کا
شان اسلام حقیقی کی نظر آتی ہے
کلمہ پڑھتی ہوئی باد سحر آتی ہے

ف

فرش جس وقت کا ہے عرش معلی یہ ہے
جسکے گنبد میں ہے جنت کا تجلی یہ ہے
نوبہار چمنستان تو لا یہ ہے
ساتواں حق کی جماعت کا مصلا یہ ہے
ہفتمیں سے نکو ہے سبکا ہے نظارہ ایک
دیکھئے طرز عبادت کو تو ہیں رہ ایک

ش

پہلے میں بخت مقدر پہ تفاخر کر لوں
ساغر دل میں مئے نور تولا بھر لوں
آسماں سے بھی جو مجکو نہ ملا اختر لوں
ذرہ ہائے در شاہنشہ بحر و بر لوں
نہیں بلجائے جلوہ تو یہیں پھر جاں دور نہ ہو
ارنی کہنے کو واں سر طور نہ جاؤں

ک

پھر رہا ہے مری آنکھوں میں حقیقت کا چمن
کاظمین اپنے ہے طائر دل کا مسکن
قبر جعفر صادق کا وہ روضہ روشن
صبح صادق ہے یہاں آکے ہم جلوہ فگن
اس فقیری میں مجھے تخت ملا تاج ملا
شکر صد شکر در باب مراد آج ملا

ع

جوش میں طبع رواں ہے مری دریا کی طرح
آبرو دل کو ملی گوہر یکتا کی طرح
جادۂ نظم میں ضو منزل موسیٰ کی طرح
دائرے نور فشاں ہیں ید بیضا کی طرح
ایک اک لفظ میں جلوؤں کی فراوانی ہے
میں ہوں اور موسیٰ کاظم کی ثنا خوانی ہے

۱۱

میری آنکھوں میں ہے وہ وقت و سامان سحر
شفقی رنگ میں ڈوبا ہوا داماں سحر
عالم افروز ادھر عارض تابان سحر
نقش دیوار ادھر رشک گلستان سحر
نعرۂ تکبیر کا تا اوج فلک جاتا ہے
عطر اخلاص سے گلدستہ مہک جاتا ہے

۱۲

پیر دلبر چھپے اُس کعبۂ معظم کا مزار
خضر توفیق کا زائر ہے یہ پھر ہے اصرار
چل دوبارہ طرف مرقد شاہ ابرار
جا کے پھر دیکھ وہاں صبح عراقی کی بہار
باغ قدرت کے شگوفے ہیں بیابانوں میں
لوٹی جاتی ہے ضیا مہ کی بیابانوں میں

ن حرکت چرخ نے یوں دی کہ نہ ٹھہرا پانی
جام زریں میں چھلکتا ہے سنہرا پانی

۱۳

ضو فشاں ذرے ہیں یہ سارے نگینوں کی طرح
خاک کے تودے ہیں قدرت کے خزینوں کی طرح
صاف میدان ہے قنات جبینوں کی طرح
ناقے بیٹھے ہوئے خشکی کے سفینوں کی طرح
پھرتے موج صبا کی ہے یہ منظر دیکھو
لہریں لیتا ہوا میداں میں سمندر دیکھو

ن نور بھی عکس شفق سے ہے شہابی گویا
مے گلگوں کی چھلکتی ہے گلابی گویا

۱۴

دور تک دشت عرب دیکھ کے ہے گلستانی
رات بھر اوس نے چھڑکا ہے زمیں پر پانی
وہ ہوا سرد کہ دل کو ہو خوشی روحانی
جلوں کی چمک خورشید میں وہ طغیانی
نور بھی عکس شفق سے ہے شہابی دیکھو
جام زریں میں چھلکتی ہے گلابی دیکھو

۱۵

ن دلکش

بعد میدانوں کے دریا کا سہانا منظر
وہ کنارے کہ بہار آ کے لگائے بستر
جا بجا نخل کھجوروں کے جو ہیں بار آور
جنت العدن کے ہیں سب سے یہ شاداب ثمر
خوشوں کو دیکھ کے دل وجد میں آ جاتا ہے
ذکر آتا ہے زباں پر تو مزہ آتا ہے

۱۶

وہ قدرت رنگ و خوشبو کے وہ نکھار ...
ڈالیوں میں طرب غنچہ کے خوشبو بھی ...
جھاڑیوں کے وہ شعاعوں کے اب ٹھنڈے ...
چہچہے ہیں سبز نہالوں کے یہ منقش سے ...
صنعت قدرت رب و مراد بھی ہے
ارے کہ جنت کے بہار انکی داد بھی ہے

۱۷

آب دجلہ وہ جھلکتا ہوا جیسے موتی
سبزے سے جسکی نظر کو نہیں سیری ہوتی
کرنیں خورشید حباب ایسی فضا میں ہوتی
سبزہ ہوتا ہے نہ سبزہ کی یہ قیمت ہوتی
مست صہبا کے لطافت سے وہ ہیئت زہیں
جو اسے خواب کہے آپ وہ بیدار نہیں

۱۸

محفل عشق یہ زینت سے بہار کی گلستاں
شاخوں پر چار طرف مرغ سحر زمزمہ خواں
اون کے قطروں پہ ہے گوہر غلطاں کا گماں
پتوں میں ہے جو لطافت وہ زمرد میں کہاں
اسوا رنگ کے نسبت انہیں کس بات سے ہے
یہ نباتات سے ہے اور وہ جمادات سے ہے

۱۹

طاعت حق پہ ہر اک نخل جو ہے آمادہ
سبز دیبا سے بھی اچھا ہے یہ سجادہ
راست رو کے لئے ہیں جسم روی کے جادہ
اے نسیم آکے یہ دیکھی یہ بہار بادہ
دام و صیاد کے دلدوز فسانے بھی نہیں
گل کی باتیں نہیں بلبل کے ترانے بھی نہیں

۲۰

باتیں ہیں نہیں کوئی غنچہ یا شگفتے
ہم کو دنیا کی ہنسی سے کوئی پروا نہ رہے
طبع کو ضد ہے کہ ذکر گل رعنا نہ رہے
جسکا دل چاہے وہ بلبل ہی کا فسانہ کہے
ہم تو بیکار رضا جنکو بری کہتے ہیں
باغ عالم کا جو منظر ہی وہی کہتے ہیں

۲۱

منطبق ہو جو تو ابھی سے کھا دی حال
آج ہی آپ نے ہیں ذکر شہ نیک خصال
صبح کا وقت ہے ملنے کا دل بھی ہے بے کل
حاضر صحن مقدس میں ہوں با داب کمال
جا کے تقدیر اسی در پہ جو تکیہ کر لوں
پہلے چوکھٹ پہ تو اللہ کا سجدہ کر لوں

۲۲

کر کے سجدہ جو ہوا داخل روضہ اک بار
دو اماموں کے نظر آئے وہاں مجھ کو مزار
ایک ہے موسیٰ کاظم کی تجلی پر انوار
جس کے پہلو میں ہے قبر تقی عرش وقار
کاظمین اس کو کہیں زینت با زین کہیں
کیوں نہ پھر روضہ انور کو جوادین کہیں

۲۳

دونوں پر حیدر و زہرا و پیمبر ہیں فدا
رتبہ یکساں ہے کہ دونوں ہی امام دو سرا
جیسے قرآن و حمائل میں نہیں فرق ذرا
حال فی الحال مگر ایک ہی کا ہے کہنا
زیست باقی ہے تو غافل نہ رہے گا خادم
مرثیہ حال تقی میں بھی کہے گا خادم

۲۴

السلام اے وطن آوارہ غریب بغداد
وارث عابد بیمار اسیر بیداد
باب دین باب عطا باب امان باب مراد
باغ زہرا کے گل تازہ علی کے شمشاد
اے بہار چمنستان پیمبر تسلیم
اے گل سرسبد گلشن جعفر تسلیم

۲۵

جعفری پھول سے تھی باغ مدینہ میں بہار
رہتا تھا خانۂ سیدہ میں وہ عرش وقار
صحن پر دوش کی وادی ایمن بھی نثار
فخر موسیٰ تھا یہ موسیٰ کی تجلی باغ انوار
اس کی تنویر خدا داد بھی اس نور میں تھی
اسی موسیٰ کی تجلی شجر طور میں تھی

ن اقدس

۲۶

جبر اعدا میں سما سکتا تھا کیا نور رضا [illegible]
زہر جب حضرت صادقؑ کو ستمگر نے دیا
مسند آرائے امامت ہوئے سلطان ہدا [illegible]
دور منصور کا تھا زور تھا عباسیوں [illegible]
دشمن باغ شہنشاہؑ نجف کا نہ تھے [illegible]
جعفری پھول تھا اور بہار [illegible] کا

۲۷

گرچہ منصور کے ہی تھے جور و ستم
اُسکی اولاد کا بھی ورثہ تھا ظلم و ستم
شوق سادات کشی رکھتے تھے بد اظلم
خاندان نبوی سے تھی طبیعت برہم
ظلم ایجاد ہوا کرتے تھے غداروں میں
کتنی اولاد نبیؐ چن گئی دیواروں میں

۲۸

جب جہاں میں ہوا مہدی بن منصور امیر
یہ بھی تھا اپنے بزرگوں کی طرح تیرہ ضمیر
ایک سال اس نے رکھا موسیٰؑ کاظم کو اسیر
تو بنی ہادی بن مہدی تھا شریر ابن شریر
عہد میں اپنے ستم اُسنے بھی ڈھائے کیا کیا
نام سادات کے دنیا سے مٹائے کیا کیا

۲۹

[illegible] میں اُسکے دوبارہ ہوئے شاہؑ طلب
پھر رہا ایک برس قید میں وہ عاشق رب
حاکم وقت نے یہ خواب میں دیکھا اک شب
کہ علیؑ غیظ میں فرماتے ہیں کیا یہ غضب
قتل سادات و فسادات پہ تیار ہے تو
ہم کو دولت جو ملی ورنہ گنہگار رہو

۳۰

ہادی کے جو ہارون ہوا تخت نشیں
اُسکے دو بیٹے تھے مامون تھا ایک امین
تھا امیں مامون کا یحییٰ بن خالد تھا معین
دوسرے بیٹے کو جعفر کی وفا کا تھا یقین
ایسے احوال میں دربار کوئی کھیل نہ تھا
دونوں آپس میں تھے اور کبھی میل نہ تھا

٣١

ایکدن آ کے یہ ہارون سے یحییٰ نے کہا
جعفر اس طرح ہے موسیٰ کا ظہیر و فدا
جو اثر سمجھتا ہے وہ امام تجھ کو بخدا
بھیجتا ہے نہیں تجھ کو بھی یہ زر میں سدا
کچھ نہیں پاس حکومت کا وہ پُر فن یہ ہے
آل احمد کا محب آپ کا دشمن یہ ہے

٣٢

حاکم شوم تھا خود دشمن اولاد علی
یہ سخن سن کے طبیعت ستم آرا کی جلی
دل میں یہ ٹھان چکا تھا وہ شقی ازلی
میں نہ مانے یہ شرف موسیٰ کاظم کے جلی
مالک تخت ہوں حاکم ہیں تو ثروت کا نہیں
ڈر نہ کا ہو تو مجھے کچھ لطف حکومت کا نہیں

٣٣

تھا سن یکصد و ہفتاد و نہم جب یہ غضب
حج کو بہر کے بہانے سے چلا بد مذہب
اتفاق ایسا کہ مکہ ہی میں تھے شاہ عرب
دل جلا اور کہا مخفی حسد ایسا عجب
دیکھا ہر چار طرف اہل یقین بیٹھے ہیں
بیچ میں نبی کے حرم قبلۂ دیں بیٹھے ہیں

٣٤

سب میں دربار رسالت کے شرف ہے جن کو
جو تصدیق احادیث نبی ہے با خبر
مسئلہ پوچھتا ہے کوئی مطیع حیدر
کوئی کہتا ہے کہ اے ختم رسل کے دلبر
حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

٣٥

دیکھی ہارون نے جس وقت یہ شان عظمت
بولا اے قبلۂ دیں کعبۂ اہل ملت
آپ ہی کو ہے نبی سے شرف ابنیت
آپ ہی میں جو لیا کرتے ہیں سب سے بیعت
آپ دیں میں ہی آئے کہ خلافت سمجھے ہیں
آپ ہی کی امامت کو بھی جانے ہیں

۳۰

بار آیا نہ ارادے سے وہ مردود خدا
پہلے روضہ میں پیمبر کے ستمگار گیا
ہر اقدس پہ سلام اور درود اُسنے پڑھا
پھر ندا دی کہ اماں باپ ہوں حضرت پہ فدا
حشر کے روز سے بالکل نہ ڈرونگا مولا
آپکے پیارے کو میں قید کرونگا مولا

۲۹

تیری صحبت میں محبت باقی نہ رہتے ہیں
اپنے مطلب کے لیئے آگ بھی سہتے ہیں
مشورہ دیتے ہیں اُچھے کہ در رہتے ہیں
جس طرح دن نبی ہو ہوا کا یہ اُدھر رہتے ہیں
مست دولت ہیں سب غم سے اُنکا ذرہ نہیں
بیٹے یا کار خوشامد سے علاقہ نہیں

۲۸

ہو ادا فن جو مدینہ میں وہ ازراہ ستم
شہر کی گلیوں سے آواز یہ آئی اسدم
ہے یہ آرام گہ بادشہ عرش حشم
امن نہیں ہے یہاں تو خدا کے کرم
شور و شر کرنے میں اصلاح تجھے سوا نہیں
جسکی مدت ہیں ہے تو اسکا بھی کچھ پاس نہیں

۲۷

جب سنا یہ سخن فخر فصیحان عرب
دم بخود ہو گیا ارون ملا رنج و تعب
دل میں خواہش نہ رہی کی ذرا بھی سکان اب
چھوڑ کر کے مدینہ کو چلا ہے خود مطلب
فتنہ کا خوف ہے تو چھوڑ کے ان کو وہاں
قید کر کے اسد حیدر صفدر کو وہاں

۲۶

گر افشاں ہوئی گرد اُردو عالم کی زباں
حاکم جسم ہے تو میں ہوں دلوں کا سلطان
حشر میں جائینگے جب پیش رسول ذی شان
ابن عم کرکے نبی کو تو پکاریگا وہاں
سب تیرے ہیں و کے لیئے آفت میں انھیں
میں صدا دونگا پدر کہکے قیامت میں انھیں

٤١

معذرت خواہ ہوں اے کشورِ اسلام کے شاہ
آئی آواز یہ ہے بدتر از گناہ عذرِ گناہ
کس کے بارے میں یہ کرتا ہے کلام او گمراہ
سالکان میرا خلیفہ ہے یہ برحق واللہ
راہِ فردوس دکھاتی ہے محبت اُسکی
سب پہ واجب ہے زمانے میں اطاعت اُسکی

٤٢

کر کے مغموم پیمبرؐ کو چلا وہ مکار
آ کے خیمہ میں دیا حکم یہ سب کو ایکبار
کل دمِ صبح کرو تکیہ میں یہاں چھوڑ دیار
ہو کے قید آئے حرم آ گئے نبیؐ کا دلدار
پاس رشتہ کا پیمبرؐ کے نہ زنہار کرو
جس جگہ پاؤ وہیں اُسکو گرفتار کرو

٤٣

پنجۂ مہر نے پھاڑا جو گریبانِ سحر
ناخنِ غم سے دریدہ ہوا دامانِ سحر
یوں لکھا خامۂ تقدیر نے عنوانِ سحر
صبحِ محشر کا نمونہ ہے بیابانِ سحر
ایک معصوم کے اب قید کی تدبیریں ہیں
پڑ گیا عین میں کہ پھیلی ہوئی زنجیریں ہیں

٤٤

مسجدِ قبرِ نبیؐ پر تھا وہ خورشیدِ حجاز
نور میں شہ کا مصلےٰ تھا افق ہمتا ناز
محوِ داور جو جھکا ہوئے سر بعد نماز
ایسی حالت میں تن آئے وہ لعینِ ظلم نواز
لحدِ پاکِ نبیؐ پر ستم آرا پہنچے
طوق و زنجیر لئے بہرِ جفا آ پہنچے

٤٥

دین یا کہ کسی نے پیچھے دیا کھینچا
چھینا تسبیح کو دستِ شہِ والا کھینچا
سجدہ کہہ پھینک کے حضرتؑ کا مصلیٰ کھینچا
کربلا میں جو ہوا تھا وہی نقشا کھینچا
وہاں شبیرؑ کا آرامِ جگر قید ہوا
اور یہاں جعفرِ صادقؑ کا پسر قید ہوا

۳۶

فرق اتنا ہے وہاں بھوک بھی تھی پیاس بھی تھی
تب بھی تھی درد بھی تھا رنج بھی تھا یاس بھی تھی
ننگے سر عترت محبوب خدا پاس بھی تھی
گھر میں جو نانی زہرا تھی وہ بے آس بھی تھی
تھی نہ اعدا میں حیا بد عقوبت کا ذوق بھی تھا
تازیانے بھی تھے زنجیر بھی تھی طوق بھی تھا

۳۷

تھے وہاں بارہ امیر اور یہاں ایک امیر
ہاں یہ قیدی بھی تھا دلبند جناب شبیر
جانشین محمد صادق کا امیر ابن امیر
کر کے جب قید لئے جاتے تھے حضرت کو شریر
لوگ سب عالم امام عربی دیکھتے تھے
آپ حسرت سے سوئے قبر نبی دیکھتے تھے

۳۸

یہ اشارہ تھا کہ اے جد گرامی تسلیم
دیکھئے آپ کی امت نے کئے ظلم عظیم
رو دیئے سب سن کے یہ فریاد شہنشاہ کریم
خوف حاکم سے نہ تھا کوئی مصیبت میں سہیم
شان سجاد زمانے کو دکھاتے تھے حضور
بیڑیاں پہنے ہوئے راہ میں جاتے تھے حضور

۳۹

آئے جب سامنے حاکم کے شہنشاہ عجب
سخت لہجہ میں ستمگر نے کہا با غضب
یہ بیاں کرنے سے قاصر ہوں کہ بانی ادب
حلم سے کام لیا کیوں نہ ہو کاظم تھا لقب
غیظ سے اس نے شہ جن و ملک کو دیکھا
آپ خاموش رہے اور فلک کو دیکھا

۴۰

یہ ستم بھی امام مدنی قید ہوئے
ماہ شوال کی بستم ہے لکھی راوی نے
ہجرت پاک کے سن ایک سو اناسی تھے ۱۷۹
ایک ہی قسم کی دو محملیں منگوا کے
ایک محمل کو بے سید عالی رکھا
دوسری کو ستم ایجاد نے خالی رکھا

٥١
دونوں کے ساتھ حفاظت کو ہوئی فوج ...
شہر بصرہ کا جو عیسیٰ بن جعفر تھا امیر
اس مسیحا کو وہیں بھیج دیا کر کے اسیر
لے گئے محمل خالی سوئے بغداد شریر
تھا یہ مطلب نہ کھلے کوئی یہ بھید ادھر میں ہیں
شاہ بصرہ میں مقید ہیں کہ بغداد میں ہیں

٥٢
قید ہو کر سوئے بصرہ جو چلے شاہ امم
گھر میں اک حشر ہوا اور ہوئے اہل حرم
پیٹتے سر تھے سبھی تھے بحال پر غم
در و دیوار سے آتی تھی صدائے ماتم
کوئی کہتا تھا کہ اے سید والا تسلیم
الوداع اے شہ دیں محسن دنیا تسلیم

٥٣
ایک انبوہ تھا رستہ میں پئے سید سلام
جنگلوں جنگلوں جاتا تھا نبی کا گلفام
راہ میں تھی جو مدینہ کا وہ کچھ اور مقام
پہنچے تھے نفس تو کچھ کو بصر سے بسلام
حاکم بصرہ کے گھر محفل مہجوری تھی
تین دن پہلے سے جشن عید کی تیاری تھی

٥٤
نہ یہ مجرم کا تھا گھر یا کہ تھا خالق کا حجاب
بزم آراستہ تھی بجتے تھے چنگ و رباب
بھولے تھے شرع کے احکام کو وہ خانہ خراب
دور اسلام میں چھاتا تھا غضب دور شراب
نغمہ خواں کرتی تھی غارت کہ قیامت کیا ہے
یا کہو ہلتا تھا جلاجل کہ یہ آفت کیا ہے

٥٥
حاکم بصرہ ابھی رنگ میں تھا متوالا
اک ملازم نے دیا لا کے جو خط ہارون کا
پڑھ کے مضمون یہ کہنے لگا وہ بے پروا
گوشۂ قصر میں ہے ایک اندھیرا حجرہ
صورت قبر جو تاریک ہے ایسا گھر دو
جاؤ محبوس وہیں گوشہ نشیں کر دو

۵۶

داخل حجرہ ہوا قلعہ کشا کا دلدار
کھلتا تھا آٹھ پہر میں درِ زنداں دو بار
صبح کو بہر وضو اور شب بے یار دیا
چند لمحوں کے لئے شب کو برائے افطار
کیوں نہ اس ظلم و ستم سے ہو کلیجا پانی
صرف دو نان جویں ایک کٹورا پانی

۵۷

تشنہ دیدن قید تھا مخزن ہر علم و کمال
ماہ کامل عہ ہو گیا گھٹ گھٹ کے جو ناخن سا ہلال ف
سنبل گلشن اسلام بنے سر کے جو بال
آگئی یاد وہ پیر سخن آرا کی مثال
طول گیسو کا اسیری میں بہت کچھ طور ہوا
سلسلہ بخشش امت کا دراز اور ہوا

۵۸

اک غلام حبشی پر بھی یہ تاکید مدام
ناظر حال رہے قید میں ہو صبح کہ شام
رکھے ہر روز وہ کرتا تھا یہ حاکم سے کلام
ای امیر ایسے ہی ہوتے ہیں دو عالم کے امام
کونسا جرم کیا جس پہ کہ بیداد ہوئی ہے
یوسف آل نبی ثانی یحیٰ دو ہی ہے

۵۹

تکیہ کا نام نہیں انکی زباں پر ہے صدا
للّٰہ الحمد و لک الشکر کی آتی ہے صدا
کام اوراد و وظائف ہی کا ہے صبح و مسا
کبھی قرآن کی تلاوت کبھی خالق سے دعا
اپنے معبود سے کرتا ہے وہ ایسی باتیں
ہوتی ہیں عاشق و معشوق میں جیسی باتیں

۶۰

نا طول بتاتا ہی بھی وقت نماز
نذر دیتا ہے کوئی سر کو سر تحفۂ ناز
کھلتا ہے وقت دعا ہو تو ہی جنبش کا راز
کہیں معشوق حقیقی سے یہ سمجھا نیاز
کچھ بناوٹ نہیں یہ سب ہے شرافت ذاتی ہے
بیڑیوں سے بھی صدا صلوٰۃ آتی ہے

عہ یہ مصرع شاید میر انیس صاحب کا ہی، مخبیر ۱۲

ف ماہ کامل سے مشابہ ہوئے ناخن کے ہلال

۶۱

حبشی ہوں میں پر قلب بھی صحبت سے منور
اس طرح پڑھتا ہوں قرآن وہ اللہ کا نور
ہو گئی دل سے مرے جہل کی ظلمت کافور
میں ہوا بندۂ بے دام امام جمہور
منتخب سارے زمانے میں محبت کر لی
دل نے دلبند یداللہ کی بیعت کر لی

۶۲

ایک تو ہے ہمہ وقت انکو عبادت سے کام
مجھ بھر کو ہوئی فرصت تو بوقت آرام
لب پہ جز قاضی حاجات نہیں اور کلام
ہو کے خوش کہتا ہے وہ موسیٰ طور سلام
کنج عزلت میں ہے ہر بات کا سننے والا
تو ہے بندے کی مناجات کا سننے والا

۶۳

مجھکو مدت سے تمنا تھی یہ تجھ پر ہے عیاں
کر سکے ہر عبادت کوئی خلوت کا مکاں
مرے اس باپ نے اچھا کہ نکالا ارماں
گھر جو مانگا تھا ملا شکر میں قاصر ہے زباں
بہتر اس قبر سے دنیا کی مجھے سیر نہیں
میں ہوں اور میرا خدا اور کوئی غیر نہیں

۶۴

جبکہ دربار میں حاکم نے سنی یہ تقریر
دیکھا سب ہوتے ہیں محفل میں صغیر و کبیر
خود بھی مسند سے وہ اٹھ بیٹھا بحال تغیر
خدمت شاہ میں آیا پئے عفو تقصیر
رو کے بولا مرا جرم اے شہ والا بخشنا
مجھ کو نئی کر دیا اب تک جو کیا تھا بخشنا

۶۵

خدمت شاہ سے پلٹا جو مشرف ہو کر
خط میں اس نے وطن کو لکھا کہ یہ پہنچی ہے خبر
با خدا موسیٰ کاظم سا نہیں اور بشر
باز آ اپنے ارادے سے اب اے بد گہر
بے گنہ کو نہ سزا دے کہ گنہگار ہو تو
میں بھلا کرتا ہوں اب انکو خبردار ہو تو

۶۶

پڑھ کے اس نامہ کو ہارون بہت گھبرایا
ظلم تازہ ستم ایجاد نے پھر دکھلایا
وائے مظلوم کو ظالم نے یہاں بلوایا
ہائے بغداد میں شبیر کا مسافر آیا
ہر طریقے سے اسیری کی بلا ساتھ ہوئی
کچھ بھرم رہ گیا جب تو قضا ساتھ ہوئی

۶۷

ہو گئے بغداد میں جب داخل زندان مولا
پہلے فضل بن ربیع آپ کا دربان ہوا
تھا یہ قدغن ہیں تکلیف میں شاہ والا
ہاں تو بیکس پہ تشدد رہا بصرہ کے سوا
ہوگیا خون مباح آپ کا پانی کی طرح
کٹ گئی قید میں پیری بھی جوانی کی طرح

۶۸

حکم دیتا تھا یہ دربانوں کو ہارون عنید
دیکھو اس موسیٰ کے مہماں پہ ہو ظلم مزید
جو اسے قتل کرے سب سے مرے نزدیک سعید
فضل نے کہدیا ما تو نہ نگاہ میں ہے تاکید
لاکھ ناراض ہے حاکم خود ہم مجھ سے
قتل ہوگا نہ جگر بند پیمبر مجھ سے

۶۹

سختی پہ فضل کی حالت ہوا برہم وہ شقی
متعلق ہوئی یحییٰ سے حراست شہ کی
کرگیا نقل مکاں دہر زہر آلودہ پی
ابکے اک خانۂ کہنہ میں جگہ شہ کو ملی
خاص یحییٰ کا غلام آپکا دربان ہوا
وہ بھی حضرت کا شرف دیکھ کے قربان ہوا

۷۰

قید میں تنگ جو جا دیکھ کے جس کا تھا عیاں
باغ لاہوت کا اک پھول تھا سجدہ کا نشاں
لاغر اتنا ہوا تھا ملک گلزار جناں
حالت سجدہ میں تھا دیکھنے والوں کو گماں
طاعت حق میں ہے جبرئیل کا شہزادہ کوئی
یا کہ چادر ہے بر خاک جو افتادہ کوئی

۱

تھے عباس قید میں اعجاز سے عرش پہ
دم بخود بیٹھے تھے اعدا سے امام دلگیر
آپ کے ساتھ علی ابن مسیب تھا اسیر
عرض کرنے لگا اک روز کہ اے کل کے امیر
یاد اطفال میں ہوں مضطر و حیران بے حد
دل ہے اب طفل اسیری کی پریشان بے حد

۲

قبلۂ دین نے نماز اٹھ کے پڑھی دو رکعت
کہا آنکھوں کو ذرا بند کر اے خوش نیت
بولے فوراً ہی یہ پھر کعبۂ اہل حاجت
نظر شوق سے اب دیکھ خدا کی قدرت
کھولیں آنکھیں تو عجب لطف نمایاں تھا وہاں
اب نہ بغداد نہ بغداد کا زندان تھا وہاں

۳

قبۂ روضۂ سلطان مدینہ دیکھا
قلزم رحمت باری کا سفینہ دیکھا
ضو فشاں مہر شہادت کا نگینہ دیکھا
پاس ہی روضۂ سقائے سکینہ دیکھا
بولے مولا کہ سرور دلگیر ہے یہ
سامنے بارگہ بانوے شبیر ہے یہ

۴

جب بجا لائے وہ آداب زیارت تو کہا
کر کے بند آنکھوں کو پھر کھول کے اے اہل ولا
کی جو تعمیل تو کیا دیکھتا ہے صل علا
سامنے آنکھوں کے ہے قبر رسول دو سرا
بولے یہ شوکت ایمان کا خزینہ یہ ہے
جد امجد کا یہ روضہ ہے مدینہ یہ ہے

۵

جلد کے اطفال کے کل سامنے ہے وہ ترا گھر
آنا جلدی کہ ہے در پیش ابھی اور سفر
ملے ہر ایک سے حاضر ہوا وہ نیک سیر
تھام کر ہاتھ یہ بولا وہ جہاں کا رہبر
سامنے تیرے در کشور اعجاز کھلیں
بند کر آنکھیں پھر اپنی کہ نئے راز کھلیں

شعر

[illegible] نہال پہ ہوا ختم تحریر بہار
دامن کوہ پہ کھنچی گئی تصویر بہار
بڑھ کے جانے لگی گردوں پہ تنویر بہار
موج بوئے گل تر بن گئی زنجیر بہار
کہیں بڑھنے دیا پودوں کو کہیں روک دیا
جب بڑھی حد سے کوئی شاخ وہیں روک دیا

شعر

قدرتی چشمے اُبلتے ہوئے پانی کا وہ زور
ٹھنڈی ٹھنڈی وہ ہوائیں وہ گھٹائیں گھنگھور
لالہ کو دیکھ کے مرغان نواسنج کا شور
آنکھیں کھلتی ہی تھیں یہ آئے اگر نرگس کو
گل مہکتے ہیں پرندوں کے فسانے سن کر
چٹکیاں لیتے غنچے بجاتے ہیں ترانے سن کر

شعر

مست ہوں دل پہ مرے کیف یہ کیوں ہو طاری
وہ بہار اور ہر اک سمت وہ چشمے جاری
پتیاں ہر گل خود رو کی وہ پیاری پیاری
پیکر کوہ میں سبزہ کی قبا زنگاری
دامن سبز پہ قطرے جو پڑے باراں کے ہیں
جابجا سوزن قدرت نے گہر ٹانکے ہیں

شعر

کوہ پر جب گل یزداں کی سواری آئی
اُٹھ کے رحمت کی گھٹا حد نظر تک چھائی
بن گیا شیشۂ صہبا فلک مینائی
آئی اس رند قدح نوش کو اب انگڑائی
ایک ہو مے نظر آئے مہ و ماہی مجھکو
ساقیا ختم ہوا آئی کی جا ہی مجھکو

شعر

کر کے بند آنکھیں جو کھولیں تو ہوا دل پرنور
اُس جبل پر سے گئے ہو لاکہ جو تھا غیرت طور
موسیٰ آلِ محمدؐ نے کیا واں جو ظہور
ارنی کہہ کے بڑھے کوہ کے ساکن مسرور
خبر آمد غش [illegible] پڑا وارنے دی
لن ترانی کی صدا حسن ضیا بار نے دی

ش ۱

شادماں غنچہ ہیں کچھ دل میں تاسف ہی نہیں
سبزہ بیگانوں کا محتاج تلطف بھی نہیں
بے تصنع وہ سجاوٹ کہ تکلف بھی نہیں
دست قدرت کے سوا اور تصرف بھی نہیں
دامن حسن میں پھولوں کی بسر ہوتی ہے
چاک کرتے ہیں گریباں تو سحر ہوتی ہے

ش ۲

ہے کہیں برگ و گل بار کی دُرافشانی
کہیں سبزہ نے بچھا رکھی ہے چادر دھانی
قوت نامیہ سے بڑھ گئی یہ طغیانی
سنگ خارا کا جگر توڑ کے نکلا پانی
یہ تری کیسی لب کوہ ہے پیدا ساقی
جیسے شیشے سے چھلک اٹھتی ہے صہبا ساقی

ش ۳

ساقیا آج بھر کے وہ اُڑتے بادہ ناب
صورت حضرت موسیٰ نہیں ہوش شتاب
ذکر فرہاد سے کیا کام وہ تھا خانہ خراب
دل کو شیریں کی نہیں ہوس ہے مجھے شوق شراب
خوش تر از ذکر مے و جام چہ خواہد بودن
تا بہ بینم سرانجام چہ خواہد بودن

ش ۴

روز پینے کا جو دستور نظر آتا ہے
چشم مخمور ہر انگور نظر آتا ہے
شیشہ اک دیدۂ مخمور نظر آتا ہے
جام مے قصۂ طور نظر آتا ہے
کوہ پر دیکھ کے پھولوں کو کہوں دے ساقی
مجھ سے مے مانگتی ہیں آنکھ کے ڈورے ساقی

ش ۵

مستی ہے گلشن اعجاز میں اک کر تخئیل
نور بھی کھڑکہ شے عرفاں کی ہم کو سبیل
آتش تر سے کلیجہ ہو خنک کر دو سبیل
پھول بنجائے یہ آگ کہ گل گلزار خلیل
جب کھلے کوئی کلی ساغر ... بنجائے
خار حسرت بھی چمن خلد کا گل بنجائے

٨٦

بحر سے ساقی ہی کے دریا نے روانی سیکھی
ابر تر نے صفت فیض رسانی سیکھی
بلبل سدرہ نے بھی زمزمہ خوانی سیکھی
لب عیسیٰ نے اعجاز بیانی سیکھی
نظم صاف آئینہ حسن حقیقت ہی سہی
غیر اعجاز نہیں ہے تو کرامت ہی سہی

٨٧

درس عرفاں کی ہوئی باب علی سے تکمیل
اُسی مکتب سے کیا علم ولایت تحصیل
کیوں نہ پھر فکر کی دوڑ سے سخن کی تمثیل
ایک اُستاد کا شاگرد ہوں میں اور جبریل
وہ بھی میری ہی طرح باب شفا کہتے ہیں
ہے یہی بات مگر سمجھو وہ لکھتے ہیں

٨٨

مست جبریل ہیں پڑھتا ہوں میں ساقی نامہ
شور مدحت ہے جو ہے وجد میں تو ہیں ہنگامہ
بنتا ہے جو قلم سے کی یہ رنگین خامہ
شاہد نظم نے پہنا ہے گلابی جامہ
سر خرو ہو کے عجب پایۂ رفعت پایا
مدحت ساقی کوثر میں یہ خلعت پایا

٨٩

ساقیا نشۂ الفت میں جو ہم چور رہیں
رند مشرب تیری توصیف سے مشہور رہیں
چھلکے جب داغ جگر صاعقۂ طور رہیں
دل میں چھالے ہوئے سے دانۂ انگور رہیں
یوں ترے ہجر میں روئے ہیں شرابی ساقی
ہو گئی اشکوں کی رنگت بھی گلابی ساقی

٩٠

شکر صد شکر گیا دل سے غبار غم و غم
اسد اللہ و ید اللہ ہے تو حق کی قسم
آج بیت نے تیرے روضہ کے چھوئے ہیں قدم
ہو گئی آل نبی نور رضا شمع حرم
ہو گئی حاصل دل مضطر کو تسلی دیکھیں
آج میں ہو گئی سے موسیٰ کی تجلی دیکھیں

۹۱

یہیں ہر کوہ باعجاز امام والا
کر سکے چشمے سے وضو قبلۂ دین و دنیا
آئے سجادۂ طاعت پہ پڑھی صبح کی ضیا
باندھی نیت تو کھلا عقدۂ اسرار خدا
جز خلوص اور نہ تھا کوئی عبادت میں شریک
ہوئے جالینے زر آگے جماعت میں شریک

۹۲

پڑھ چکے قبلۂ کونین جو خالق کی نماز
عرض کی ابن مسیب نے کہ اے بندہ نواز
یہ جگہ کونسی ہے کون ہیں یہ اہل نیاز
لب اعجاز سے گویا ہوئے سلطان حجاز
قاف کے نام سے جو کوہ ہے موسوم یہ ہے
ہیں یہ خاصان خدا خوبی معصوم یہ ہے

۹۳

بعد ازاں بند کیا اور کھولدیں آنکھیں فورن
وہی بغداد کا زنداں تھا وہی اگلی ورن
وہی زنجیر وہی طوق وہی رنج و محن
ہم کی زباں پہ تھی ابد او سم کا قدغن
شکر فرمانے لگے شرح جو گھبرائی تھی
نہ ہوا ابھی تھی جس سے مہیں دہوپ آئی تھی

۹۴

تھا اسی قید میں وہ امت عاصی کا شفیع
حاضر خدمت اقدس ہوا ابن ربیع
عرض کی پیش خدا آپکا رتبہ ہے رفیع
حاکم وقت نے بلوایا ہے ہو حق کے مطیع
دشمن آل شہنشاہ پہ تخت بیٹھا ہے
آج سر کاٹنے کو تیغ بکف بیٹھا ہے

۹۵

کہکے بسم اللہ اٹھا حافظ اسمائے خدا
زیر لب آپ نے آہستہ پڑھی یک دعا
پھیر کر ہاتھ رخ پاک پہ حضرت نے کہا
وہ نگہبان ہے میرا نہیں ڈر کچھ جو ذرا
فضل کے ساتھ وہ منصوص من اللہ چلا
محفل عالم باطل میں حق آگاہ چلا

ولہ

نوشہ کو گرنے سے صدا آتی تھی یہ بیتاب کہ
پھینکیے ہاتھ سے تلوار ابھی او سفاک
ہے ارادہ تو آ قاسم تری خود ہو گا ہلاک
گر کے یہ قصر زمیں پر ابھی جاتا تھا خاک
فضل اسوقت نہیں گرچہ وہ حالت باقی
دل میں ابتک ہے مگر کاوش حسرت باقی

ولہ

فضل نے پوچھا نجف میں جب شاہ امم
ای امیر آگئی یوں ہے ابھی طبع برہم
کی عوض قتل کے تعظیم گرفتار ستم
کہا ہارون نے مشکل کی عجب بات امام
میری آنکھوں نے عیاں حشر کا ساماں دیکھا
اس محل میں ابھی انبوہ فراواں دیکھا

ولہ

پانی پانی ہوا یہ سن کے وہ حق کا دشمن
جعفری گل کے نہ عطر لگایا احسن
ریش اقدس کو معطر کیا کہکر یہ سخن
زینت گلشن اسلام ہے کیسی ان بن
نور معبود سے بستان زمن روشن ہے
آل ید بیضا کا چمن روشن ہے

ولہ

وا الکرم ہاتھ لگے میں یہ پکارا مغرور
حق یہ ہے وارث اورنگ خلافت ہیں حضور
کیوں مجھے پاس نہیں آتے تھے اے ام جمہور
شہ نے فرمایا کہ تو تشنۂ دنیا ہے بچہ
ہم فقیروں کو نہ دولت کی تمنا ہے نہ غرض
قید میں بھی ہے فقط یاد الٰہی سے غرض

ولہ

فضل دربار میں آیا مع فضل دراز
دیکھا کیا ہے شقی کانپے ہے ابھی تھر تھر
عرض کی آئے ہیں فرزند جناب جعفر
ابن عم کہہ کے پکارا شہ دیں کو بہ سر
تا بہ مسند لیے بصد عز از وہ لایا شہ کو
مرحبا کہکے قریب اپنے بٹھایا شہ کو

۱۰۱

بے خبر رہتے ہو لاسے نہ تھا پر تدبیر
باز آیا نہ شقاوت سے رکھا پھر بھی اسیر
قتل مرد کے لئے روز نئی کی تدبیر
ہوا سازش میں شریک ایک بن شاہک بے پیر
ہو چکا تھا یہی ظالم تو یحییٰ کا دوست
جرم حاکم نے کیا حاکم گمراہ کا دوست

۱۰۲

تھا نگہبان شہر دوسرا ابن زبیر
ایک دن کہنے لگے آپ کہ اے صاحب خیر
بعد دو روز کے حالت مری ہو جائے گی غیر
تیسرے روز سے ہو گلشن فردوس کی سیر
ہے ارادہ کہ مدینہ کو مقرر جاؤں
اپنے فرزند کو آج اپنا وصی کر آؤں

۱۰۳

کچھ امانت مرے ہمراہ ہے پیغمبر کی
اب یہ اوقات ہی دولت ہے مرے دلبر کی
بولا دربان خوشی جو شہ بحر و بر کی
مرے ماں باپ بہن قید ہیں اس گھر کی
فتنہ اٹھنے کا کوئی خوف ہے مجھ کو جاں کا
قفل در کھل نہیں سکتا ہے مرے زنداں کا

۱۰۴

مسکرایا وہ در علم نبی کا دلدار
اور کہنے لگے فرمایا نہیں قفل کا کھلنا درکار
دیکھ جاتا ہے مدینہ کی طرف کو ناچار
کہہ کے یہ آنکھوں سے اوجھل ہو گئے شاہ ابرار
جب سے زندان میں ہی تھی تجلی نہ رہا
خاک پر صرف مصلی تھا مصلی بھی نہ رہا

۱۰۵

تھوڑی ہی دیر میں پھر ہو گیا زندان میں ظہور
آ کے بیٹھے گئے اپنے مصلے پہ امام رنجور
موت کا وقت ہے اب جان پیمبر سے دور
بھیجے ہارون نے کچھ زہر ملا کر انگور
دیا یہ حکم بن شاہک ستمگر کے ہاتھ
کہا کھانے کے لئے شاہ امم اس کے ساتھ

۱۰۶

نوش کرتے تھے وہ انگور امام دلگیر
سر گیا دور وہاں پہنچا شرر زہر کا تیر
تڑپنے پہ جھٹکا اسے انگور دوا زہر و وقت تاثیر
کھا کے وہ مر گیا کی ہم نے فوراً تدبیر
ذکر حاکم سے جو یہ ہم نے ارادہ کیا
سن کے حاکم نے یہ جعفر سگ دنیا نے کیا

۱۰۷

حاکم شوم کو جس وقت یہ پرچہ گزرا
جان بلب ہو گئے کہتے ہیں سبھی شاہ ولا
بھیجے زندان میں پھر کچھ علما و فضلا
بن شاکر نے بصد کرب یہ ان سب سے کہا
لوگ کہتے ہیں کہ حاکم نے اذیت دی ہے
آپ سب دیکھ لیں حالت جو نئی دیں کی ہے

۱۰۸

نہ کوئی جسم پہ ہے زخم نہ درے کا نشاں
نہ کوئی تیر لگا ہے نہ کہیں تیغ و سناں
دست و پا دیکھئے اور نہ ہو گر ہو بیاں
سن کے یہ کہنے لگے بادشہ کون و مکاں
آل احمد پہ بڑا ظلم کیا ہے اس نے
حکم ہارون سے مجھے زہر دیا ہے اس نے

۱۰۹

مجھے ظالم نے کیا اصل میں سم کا نشانہ
ہو گا کل تک مرا تن سبز مگر اے تشنہ
پھول زہرا پہ ہے فردوس میں حق کا سفر
حق و ناحق کا ہے پھر فیصلہ محشر پہ ادھر
ستم و ظلم کا مہمان سزاوار نہ تھا
سبز بھی مری سکے کی کہ خطاوار نہ تھا

۱۱۰

یہ مسیب کا بیان حاضر خدمت میں تھا
متغیر تھی بہت حالت سلطان ہدا
آ چکا تھا تن اقدس پہ سم دوا الشفا
مجھ سے اس سید مسموم نے پانی مانگا
تشنگی سخت کی وہ تھی جو تشنہ والا کے لیے
میں نے حاضر کیا پانی لگی آنچ ہم اس کے لیے

۱۱۱

آخری وقت سکینہ نے دیا شاہ کو جب
کہ زنجیروں کی تنگی سے ہوئے آقا بیتاب
یاد آیا مجھے اک تشنہ دہن عرش جناب
پیاس سے جس کی زباں خشک تھی اور دل بیتاب
دو شب و روز سے تھا حق کا نواسا پیاسا
زیر خنجر وہ محمدؐ کا نواسا پیاسا

۱۱۲

اک مسلماں تھا مسیب شہ ہمت کے قریں
اُس سے دیکھی نہ گئی حالت حضرت دیں
کھلے گودوں سے بھی پُرماریہ کی ساری نہیں
دلبر ساقیٔ کوثر کا نہ تھا کوئی معین
تھا یہ منظور کہ دیں دشمن جانی پانی
تشنہ تر تیغ بھی کہتی تھی پانی پانی

۱۱۳

کُند خنجر سے کٹی حلق شہنشاہ عرب
ہے مگر واقعہ موسیٰ کا غم بھی عجب
نزع کے وقت جو بیتاب تھا وہ عاشق رب
کیا فرزند کو زندان میں باعجاز طلب
آیا دلبند تو سینے سے لگایا اُسکو
تھا کوئی راز جو چپکے سے بتایا اُسکو

۱۱۴

دفعتاً روح ہوئی پیکر اقدس سے جدا
باپ کی لاش پہ کہتا تھا پسر واویلا
اپنے ہی ہاتھ سے پھر غسل و کفن شہ کو دیا
کیا تیار جنازہ بھی پئے دور اعدا
نہ کھلا اور کسی غیر پہ یہ راز زیست
خود پڑھی آپ نے زندان میں نماز میت

۱۱۵

یونہیں طے ہو گیا زندان میں ہر امر عجیب
رہا ہمراہ غلام آپ کا اور ابن زبیر
پھر اُٹھا درد جگر حالت مولا ہے غیر
کی محمد کے نواسے نے جو فردوس کی سیر
لاش پر کوئی نہ تھا اشک بہانے کیلئے
خاک اُڑتی تھی کفن شہ کو پہنانے کیلئے

۱۱۶

کون تھا جو کہ ادا کرتا جو میت پہ نماز
رہی بے غسل و کفن ہوگیا سلطان حجاز
شادیانوں کی وہ جنگل میں تھی پہنچی آواز
ظلم کے ہاتھ سے فوج ستمگر نے دراز
بیچا کوئی ستم دلبر حیدر کے لئے
پائمالی کی جفا سبط پیمبر کے لئے

۱۱۷

ایک بیمار پسر وہ بھی اسیر بیداد
جس طرح قید ستم میں تھا غریب بغداد
جب ملی سندی مردود سے زنجیر کی داد
لایا کچھ لوگوں کو ہمراہ وہ پر اہل عناد
ہائے ظالم نے نہ بیکس کا اٹھایا لاشہ
کھول کر بند کفن سب کو دکھایا لاشہ

۱۱۸

اس طرح بے ادبی کر چکا جب بد انجام
آئے مزدور اٹھانے کے لئے لاش امام
اس قدر تو تھے زنجیر میں جکڑے ہوئے تھے شاہ انام
بوجھ سے جسکے نہ حمال اٹھا سکے تھے مگر
بعد مرنے کے مقید تھا برابر ہے سب
قید ہستی سے چھٹے بھی تو گرفتار رہے

۱۱۹

ساتھ او وزرا لئے آئے وہاں سب جلاد
بیڑیاں کاٹی گئیں اور ہوا قیدی آزاد
لیکے چلے پل کی طرف لاش کو وہ اہل فساد
کہتے جاتے تھے یہ ارباب ستم با دل شاد
لوگ حاکم کے مخالف کا تماشا دیکھیں
جسر بغداد پہ رکھا ہوا لاشہ دیکھیں

۱۲۰

سبھی کہتے تھے یہ کچھ الفاظ نہیں
سخن سخت وہ سن سکتے نہیں تب صاحب دیں
جب سنا بھائی نے یہ حال ہوا دل غمگیں
آگیا چھین کے دستار کو وہ اہل یقیں
چھین لی لاش وہ خود لیکے چلا روتا ہوا
سر جھکائے ہوئے منہ آنسوؤں سے دھوتا ہوا

۱۳۱

آ گئے آگے تھی علم ایک منادی کی پکار
موسیٰ آل محمد صلعم کا جنازہ اٹھا
قید سے جانب فردوس گئے شاہ ہدا
سب کو لازم ہے کریں نالہ و فریاد و بکا
لاش یہ حیدر کرار کے گلفام کی ہے
روح ہمراہ رواں. بانیٔ اسلام کی ہے

۱۳۲

ہو گئے ساتھ جنازے کے ہزاروں بیتاب
لائے جب بقعہ میں لاش امام ابرار
داں دیا اور کفن شہ کو بصد عز و وقار
صرف اسمیں یہ تھی تحریر فقط اتنی تھی
محو تھے جن و ملک شان عبارت وہ تھی
یہ زر قرآن تھا تحریر عبارت وہ تھی

۱۳۳

دفن بیکس کو کیا عزت و توقیر کے ساتھ
تھی مگر بے کفنی لاشۂ شبیر کے ساتھ
یہ عنایت مجھے تھے جا کر فقط دلگیر کے ساتھ
کیا شقاوت تھی نہیں صاحب تطہیر کے ساتھ
قبر کیسی یہ ستم سید مظلوم پہ تھے
ستم رہوار کے تھے لاشۂ معصوم پہ تھے

۱۳۴

ہے یہ تحریر جو علامۂ دربندی کی عہ
جب گرا خاک پہ رہوار سے جلبندی بھی
خیمہ سے نکلی جو زہرا کی جگر پارہ علی
دھوپ سے منھ کے بھی نہ لاش شہ مظلوم ملی
روتے کہتی تھی کہ اے سبط پیمبر ہو ہو
ہائے آئی ہوں بہن تم سے بلا دو لو لو

۱۳۵

تھی زرہ گھوڑے کے سموں سے سانہار
مقتل شاہ میں تھا شور و بکا کا بازار
جذب دل نے وہیں پہنچا دیا با انتشار
اسپ جب تیغ سے ضربوں سے گرا عالی تبار
پیچھے ہٹیں وہ بصد بین و واویلا
بن میں مظلوم کی ہو بیکسی وا ویلا

عہ سعادات ناصریہ مؤلفہ علامہ دربندی علیہ الرحمۃ مطبوعہ مطبع محمد حسین تبریزی صفحہ ۲۹۵ سطر ۱۲ لغایۃ ۱۲ بزبان فارسی پہلے یہ روایت انھوں نے
یہ روایت اپنی کتاب اسرار الشہادت میں لکھی ہے وہ کتاب عربی میں ہے خبیر ۱۲

[illegible]

بفضلہ تصنیف مرثیہ ہذا بتاریخ ۱۷ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ
باختتام رسید

رباعی

مشہور ہے ذوالفقار شمشیروں میں
جھکے وہ تو کچھ خوشی ہو دل گیروں میں
سجادؑ کا غم موسیٰ کاظمؑ کا ملال
جکڑا ہوں خبیرؔ دہری زنجیروں میں